الحادولادینیت اور اسلامی علم الکلام: عبدالعزیز پرہاروی کا اختصاصی مطالعہ

حافظ محمد حسن محمود*

اعجاز علی کھوسو**

Abstract

A firm theological foundation is needed to overcome the challenges of secularism and modernity in contemporary age. It is important to provide logical arguments for religious concepts to prevent atheism. It is evident in history of Islam that all the efforts made by the groups like Motezilla, *Kirāmia* and *Lā-adria* etc for dismantling Islamic thoughts were wisely encountered eminent Scholars of Islamic world. They spread the true beliefs and teachings of Islam. The writings of scholars from subcontinent also played an important role in this regard and one of them Allama Abdul Aziz *Parhārvī*. This article primarily discusses the meaning and significance of Atheism. Moreover, the concept of Atheism is mainly explained with its root causes and effects. Teaching of Allama *Parhārvī* are Analyzed for the solution to the challenges of Atheism. This study also explains the effectiveness of *Parhārvī's* writings to eradicate the implication of secular and atheist thoughts. Parhārvī was a great scholar of Islamic theology in our region. He wrote an explanatory book named "Al-*nibrās*" of "Sharah *aqāid*-e-nasfia" i.e an important book of theology thought in the religious institutions (*Madāris*). "*Al-nabrās*" is an important book which gives a clear insight and logical explanation of Islamic beliefs and proves that they are the need of human nature and phycology.

Keywords: Belief, Atheism, Logical Rezoning, Islamic Ilm ul *kalām*, *Perhārvī*

حفاظت وصحتِ عقیدہ کے لیے ترجیحی بنیادوں پر قلمی و عملی اقدامات بجالانا اہلِ علم کے فرائضِ منصبی میں سے ہے جس کی بجاآوری کی خاطر اور اسلامی افکار کے استحکام کے سلسلہ میں اہلِ علم نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ فکری مسائل کے حل کی جانب التفات ملت کے دوام و استحکام کے لیے ضروری ہے۔ عصرِ حاضر کے متعدد نوپید مسائل میں سے اساسی مسئلہ فکری و نظری استحکام کو یقینی بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے جدید رجحانات کے مطابق عقلی و منطقی دلائل سے عقائدِ دینیہ کو مزیّن کر کے الحاد کی راہ کو مسدود کرنا ازبس ضروری ہے۔

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاالدین زکریایونیورسٹی، ملتان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف صوفی اِزم اینڈ ماڈرن سائنسز، بھِٹ شاہ، سندھ۔

تاریخِ اسلام اس امر پر ناطق ہے کہ جب بھی اسلامی افکار پر بیخ کنی کے لیے یلغار کی گئی، خواہ معتزلہ کے روپ میں تھی یا کِرامیہ و لَاادرِیَہ و سُوفسطائیہ کی شکل میں تھی اہل علم ودانش نے نہایت حکمت و تدبیر کے ساتھ ردِّ بلیغ کر کے ان سازشوں کا قلع قمع کیا اور عقائدِ صحیحہ مسلمہ کو اپنی اصل شکل میں دوام بخشنے میں کوئی کسر اُٹھانہ رکھی۔ دیگر بلادِ اسلامیہ کی طرح ارضِ برّعظیم کے مفکرین نے بھی اس بابت اپنی قلمی و تحریری خدمات سے اس اہم فریضہ کی بجاآوری میں نمایاں کردار ادا کیا۔ معقولات کے ذریعے منقولات کا اثبات فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے۔

النبراس:

متکلمین اہل علم کی قابل قدر کاوشوں میں سے ایک معتمد متن "العقائد النسفیہ" ہے، جو کہ نجم الدین عمر بن محمد النسفی (۵۳۷ھ) کی تصنیف ہے۔ اس متن کی ایک شرح، مشہور عالم سعد الدین تفتازانی (۷۹۳ھ) نے لکھی جس کی پذیرائی کا ادراک ہر علم الکلام سے شغف رکھنے والے کو ہے۔ پھر شرح عقائد نسفیہ کی توضیح میں علامہ عبد العزیز پرہاروی نے "النبراس شرح لشرح عقائد" لکھی جس کی معنویت و قبولیت علم الکلام کے ماہرین پر مخفی نہیں۔ علامہ پرہاروی نے عقائد کے باب میں ایک سے زائد کتابیں تصنیف کیں، جن کی بابت مقالہ ھذا میں اجمالی تعارف مذکور ہے۔ ہر دور میں مختلف اندازِ فکر سے اسلام کے اساسی نظریات بارے شکوک و شبہات کو جنم دینے کے لیے کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور ان کا جواب مسلمان متکلمین نے بجاطور پر دیا ہے۔ عصرِ حاضر میں الحاد و لادینیت کو فروغ دینے والے عوامل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں علمی اسلوب پر تجزیاتی مطالعہ کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، اس حوالہ سے علامہ پرہاروی کا اسلوب عصری معنویت کا حامل ہے۔

علامہ عبد العزیز پرہاروی کا تعارف:

آپ کی ولادت جنوبی پنجاب کے علاقے کوٹ ادو کے ایک قصبہ پرہار میں ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۴ء میں ہوئی۔[1] عرصہ حیات قلیل زمانے پر محیط ہے جو کہ سن عیسوی کے مطابق بتیس سال اور سن ہجری کے مطابق تینتیس سال ہے۔[2]

---

[1] شرف قادری، علامہ عبد الحکیم، **تذکرہ اکابر اہل سنت**، (گوجرانوالہ: مطبوعہ اویسی بکسٹال)، ۲۳۰

[2] متین کاشمیری، **احوال و آثار علامہ عبد العزیز پرہاروی**، (لاہور: ناشر بہار اسلام پبلی کیشنز)، ۲۶، ۲۵

جائے ولادت کے حوالے سے اگرچہ بعض مؤرخین کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے البتہ اکثر کے نزدیک آپ کی ولادت بستی پرہاراں میں ہوئی اور یہ بستی موضع پرہار غربی تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔[3]

آپ فقیہ، محدث، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور نامور فاضل تھے۔ علامہ پرہاروی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی بھی تحصیل کی اور متعدد مٹتے ہوئے علوم کی آبیاری کرتے ہوئے زندہ کیا، ان علوم میں اصلاح کی اور مزید اضافہ بھی کیا۔ آپ کی ذھانت اور نکتہ فہمی و بیانی کا زمانہ قائل تھا۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا بہت مقام و مرتبہ تھا۔ علاقے کے اطراف و اکناف میں آپکی شہرت پھیل چکی تھی۔ حاکم وقت سے بلا خوف و خطر بے باکی اور صاف گوئی سے پیش آتے۔ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی آپ کی نسبت کہا کرتے تھے۔ "یہ نوجوان کس قدر ذہین اور فصیح اللسان ہے میں اپنے زمانہ میں کسی کو اس کی مثل نہیں پاتا لیکن اس کی جرات و بے باکی سے مجھے خوف ہے کہ یہ چیز اس کی ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔"[4]

فکر و نظر کی تطہیر اور اسلامی نظریات کی درست تعبیر و فروغ کے سلسلہ میں اہلِ علم کے لیے علامہ پرہاروی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ کردار و عمل کی اصلاح کے لیے آپ نے صحیح اسلامی تصوف کا نمونہ پیش کیا۔ عقائد و نظریات کی اصلاح کے لیے نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ تصانیف کے ذریعے رہتی دنیا تک اپنا سکہ قائم کیا۔ شریعت و طریقت، تصوف و فلسفہ، بلاغت و منطق، سیرت و تاریخ کے ساتھ ساتھ طب، ریاضی، ہندسہ وزائچہ وغیرہا علوم پر قلم اٹھایا اور متعدد قلمی مخطوطات کو علمی ورثہ کے طور پر چھوڑا۔

عمر کمال خان ایڈوکیٹ لکھتے ہیں:

"حدیث، فقہ، عقائد، علم الکلام، طب، ریاضی، نجوم، ہیئت، جفر، رمل یعنی اس دور کے جملہ علوم میں کامل تھے حافظہ اس قدر قوی تھا کہ جو کتاب ایک بار پڑھتے اسے لفظ بہ لفظ سنا دیتے یا نقل کر دیتے۔"[5] آپ کے اپنے بیان کے مطابق " انگریزوں کو علم اسطر نومیا کا بے حد اشتیاق تھا لیکن تلاش بسیار کے باوجود انہیں یہ علم

---

[3] اختر راہی، ڈاکٹر، **تذکرہ علمائے پنجاب**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، ۱۹۸۰ء)، ا: ۲۹۶

[4] متین کاشمیری، **احوال و آثار علامہ عبد العزیز پرہاروی**، ۳۱

[5] عمر کمال خان، ایڈوکیٹ، **فقہاء ملتان**، (ملتان: ادارہ بزم ثقافت)، ۳۳

پڑھانے والا کوئی نہ مل سکا جب کہ آپ نے اس علم میں جلیل القدر کتاب تصنیف فرمائی تھی۔"[6] علامہ کی تصانیف ہی ان کی علمی لیاقت، اعلیٰ ذہانت، مقبول قابلیت کا زندہ جاوید ثبوت ہیں۔

قلمی خدمات کا اجمالی جائزہ:

علامہ پرہاروی ظاہری اور باطنی علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ فقاہت فی الدین کی نعمت سے مالا مال تھے جس کا اظہار آپ کی کتب سے ہوتا ہے۔ ان کی کتاب نبراس نے بے حد مقبولیت حاصل کی اور آپ کو اپنی اس کتاب نبراس پر فخر تھا۔ اور ہے بھی یہ ایک قابلِ فخر فقہی کارنامہ۔ عبدالحکیم شرف قادری نے قلمی خدمات بارے کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"علامہ کا اشہب قلم نہایت تیز رفتار تھا آپ نے تقریباً ہر فن میں بلند پایہ کتابیں لکھیں، لیکن ابھی تک اکثر و بیشتر کتب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکیں۔"[7]

چند تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ نبراس: شرح لشرح عقائد (علم الکلام)

۲۔ السر المکتوم ما اخفاہ المتقدمون (علم اوفاق و تکسیر کے بیان میں)

۳۔ کوثر النبی (اصول حدیث میں)

۴۔ الناھیۃ عن ذم امیر معاویہ (فضائل امیر معاویہؓ)

۵۔ نعم الوجیز (علم بیان و بدیع میں) ۶۔ الصمام: (اصول تفسیر میں)

۷۔ مرام الکلام فی عقائد الاسلام ۸۔ زمرد اخضر یاقوت احمر

۹۔ اکسیر (علم طب میں)

۱۰۔ سر السماء (علم ہیئت میں)

۱۱۔ لوح محفوظ (دو جلدیں تفسیر عربی)

۱۲۔ گلزار جمالیہ (حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی کی حیات مبارکہ)

---

[6] پرہاروی، عبدالعزیز، علامہ، **کوثر النبی**، (ملتان: مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ)، ۱۰۵

[7] شرف قادری، علامہ عبدالحکیم، **تذکرہ اکابر اہل سنت**، ۲۳۰

عقائدِ اسلامیہ کے فروغ میں خدمات:

مسلمانوں کے سامنے ملحدین کوئی نیا مسئلہ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے اشکالات و اعتراضات کے جوابات پہلے ہی قرآن و حدیث کے علاوہ اسلامی عقائد کی کتب میں تفصیل سے دیے جاچکے ہیں مثلا کتاب التوحید للماتریدی، کتاب الابانۃ للاشعری، الاقتصاد للغزالی، شرح عقائد نسفی، النبراس، شرح مواقف، شرح مقاصد، عقیدہ طحاویہ وغیرہا۔

البتہ ہر زمانے کے عصری تقاضوں، اس دور کی اصطلاحات اور عقلی مراتب و مدارج کالحاظ کرنا مقتضائے مصلحت وحکمت ہے۔ چنانچہ عقائد کے باب میں علامہ عبد العزیز پرہاروی کی کتابوں میں بدعتی فرقوں کے تاریخی بیا ن کے ساتھ ساتھ عصری احوال کالحاظ بھی کیا گیاہے۔ آپ کی علم الکلام پر مندرجہ ذیل کتب ہیں:

۱۔مرام الکلام فی عقائد الاسلام	۲۔النبراس شرح لشرح عقائد نسفیہ
۳۔ایمانِ کامل	۴۔صراطِ مستقیم

ذیل میں ان کتب کی عصری افادیت، منہج واسلوب اور مباحث پر بالاختصار کلام کیا گیاہے:

"النبراس"کا منہج واسلوب:

صدیوں سے مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل کتاب "شرح عقائد نسفی"جو بلا مبالغہ عقائد کے جامع بیان کی حامل تصنیف ہے۔اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر متکلمین علماء نے اس پر حواشی وتوضیحات رقم کیں، جن میں سے علامہ عبد العزیز پرہاروی کی "النبراس شرح لشرح عقائد نسفیہ"کی افادیت مثالی ہے۔النبراس میں ملاحدہ ودہریہ کی نشاندہی کرکے ان کی افکار کادلائل کی روشنی میں مستحکم طور پر جائزہ لیا گیاہے۔

فلسفیانہ اعتراضات کو رفع کرنے میں عقلی ومنطقی اسلوب اختیار کیا گیاہے۔الحاد ولادینیت کے سدِباب کا فریضہ سرانجام دینے میں "النبراس" کو نمایاں مقام حاصل ہے۔اس بار عبارات مرقوم ہیں کہ کائنات کے لیے خالق کاہونا ضروری ہے اور پھر اس جہان کا نظم ونسق خالق کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

مرام الکلام کے مضامین کی افادیت:

"مرام الکلام فی عقائد الاسلام"کا عنوان عقائد اسلامیہ کا عقلی و فلسفیانہ اثبات ہے۔الٰہیات کے حوالے سے وجود، وجوب، امکان، حدوث العالم، زمان، اجرامِ علویہ وعناصر، تکوین اور ایمان بالقدر وغیرہا ابحاث کو

نقلی و عقلی دلائل سے مزین طور پر اختصار و جامعیت کے ساتھ رقم کیا گیا ہے۔مزید بر آں باطل فرقوں کے دلائل اور ان کا ابطال بجا طور پر ثبت کرنے کے ساتھ نبوۃ و امامت اور شرفِ صحابہ پر مفصل کلام کیا ہے۔ذیل میں باطل فرقوں میں سے بعض کے بارے کلام کو نقل کر کے اسلوب و منہج سے واقفیت کی راہ ہموار کیا گئی ہے۔

مرام الکلام میں مسلمانوں میں پیدا ہونے والے بدعتی گروہوں کی نشاندہی کر کے ان کے باطل نظریات پر کلام کیا گیا ہے۔چنانچہ ''تفصيل بعض الفرق المبتدعة'' کے عنوان کے تحت المعتزلہ، الروافض، الشیعۃ، القرامطہ،الخوارج ،المرجیۃ، البخاریہ،الجہمیہ،الجبریہ،المشبہۃ ،الکرامیہ اور المتصوفہ پر اختصار و جامعیت کے ساتھ کلام کیا ہے۔

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں کہ ان فرقوں کی گنتی کے بارے کثیر اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے حدیث کے موافق بہتر (۷۲) کی تعداد بیان کی ہے جبکہ دیگر نے اس پر زائد تعداد ذکر کی ہے۔

''كثرا لاختلاف فى عددهم فقسمه بعضهم توافق الحديث وبعضهم تزيد عليه حملا للاثنين والسبعين على الكثرة ولما كان فيها اقاويل غير منقحة'' [8]

مشبہۃ فرقے کے بارے ایک سطر سے بھی کم عبارت میں تعارف کا احاطہ کیا ہے۔

''المشبهة: شبهوا الله تعالى بمخلوقاته فى الجسمية والصورة والجهة وزعموا انه فوق العرش'' [9] المشبہۃ وہ بدعتی گروہ ہے جو اللہ تعالی کو جسم ،صورت اور جہت میں مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور ان کے زعم میں اللہ تعالی عرش پر ہے۔تصوف کا لبادہ اوڑھ کر اپنے فاسد نظریات کو فروغ دینے والے طبقہ کو المتصوفہ کے نام سے بیان کیا ہے۔

''المتصوفة : قوم من المتسمين بسمات الاولياء سُمعة ورياء ولهم عقائد ردیئة من الحلول والاتحاد وسقوط التكليف بعد الوصول'' [10]

---

[8] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **مرام الکلام**، (ملتان: مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال)، ٦

[9] ایضاً، ۷

[10] ایضاً، ۸

نام نہاد صوفی اپنے نظریات یعنی حلول و اتحاد اور مکلف ہونے کے سقوط کو فروغ دینے کی غرض سے دکھاوے کے لیے اولیاء وصوفیہ کے القابات کو اختیار کرتے ہیں۔ البتہ شرعی احکام کی پاسداری اور تزکیہ نفس کے حاملین صوفیہ کے حوالے سے مثبت کلام کیا ہے۔ چنانچہ ''المقدمهفی الصوفية "کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''هم خواص المؤمنين المحافظون على ظاهر الشريعة وباطنها المتخلقون باخلاق الله تعالیٰ ويظن العامة انهم على خلاف من الشرع وهذا من قصور النظر''[11]

یہ حضرات خاص مؤمنین کی جماعت ہیں جو شریعت کی ظاہری پاسداری کے ساتھ باطنی طور پر بھی رحمانی تجلیات سے مزین ہوتے ہیں۔ عام لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کے افعال شریعت کے خلاف ہیں لیکن درحقیقت یہ ان کی نظر کا قصور ہے۔ ان گروہوں کی علامات کو دیکھتے ہوئے موجودہ فرقوں کی پہچان میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

چونکہ علامہ پرہاروی کی دیگر تصانیف کی طرح مرام الکلام بھی نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ لہذا اس کی موجودہ طباعت کے حوالے سے تفصیلات ذیل میں بیان کی گئی ہیں تاکہ دستیابی ممکن ہو پائے۔

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان کی مطبوعہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام کے آخر میں ایمانِ کامل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

زمزم پبلی کیشنز نے اسے تخریج کے ساتھ شائع کیا ہے اس سے قبل طباعت میں تخریج کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ متین کاشمیری کے بقول" اس کا قلمی نسخہ دیال سنگھ لائبریری میں موجود ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے: ناقل: غلام نبی بیر کوٹی سدھانہ ملتان ۱۳۰۸ھ ۱۲ محرم۔ خط: نسخ، نستعلیق، وقف شدہ مولانا عطاالله حنیف سلفیہ لائبریری شیش محل روڈ لاہور، مخطوطہ نمبر ۲۹۹، تقطیع: ۱۳*۲۰ سم، اوراق: ۱۳۱، خط نسخ و نستعلیق۔[12]

اسلوب و منہج میں مندرجہ ذیل پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

متکلمین اور فلاسفہ کی آراء کا تقابل، دلائل کا جائزہ اور راجح قول کی نشاندہی کرتے ہیں۔

جمہور آئمہ متکلمین کے اقوال کو نقل کر کے اپنے قول کی تائید و توثیق کرتے ہیں۔

---

[11] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **مرام الکلام**، ۹

[12] متین کاشمیری، **علامہ عبد العزیز پرہاروی احوال وآثار**، ۵۱

ایمانِ کامل کے مضامین کی افادیت:

فارسی زبان میں منظوم رسالہ "ایمانِ کامل" بھی علم الکلام کے موضوع پر ہے۔یہ منفرد طباعت کے ساتھ ساتھ مرام الکلام کے آخر میں بھی طبع کیا گیا ہے جیسا کہ مکتبہ امدادیہ کی طباعت میں ہے۔

مثنوی کی طرز اور اسلوبِ وزن پر مرتب ایک سودس(۱۱۰)اشعار کا یہ رسالہ ایک تہائی روز میں مکمل کیا، جسے ۱۳۰۸ھ میں مجتبائی پریس لاہور نے شائع کیا اور ۱۳۴۰ھ میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور طبع ہوا۔اس کے علاوہ فاروقی کتب خانہ نے اسے مرام الکلام کے ساتھ بھی شائع کیا۔کاظمی کتب خانہ کی طباعت میں حواشی شامل کیے گئے ہیں۔

اس کا خطی نسخہ کتاب خانہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔کاتب کا نام عبدالجبار ہے۔[13]

وفات:

یہ امر باعث حیرت ہو گا کہ علم و فضل کا یہ آفتاب صرف بتیس سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ء میں روپوش ہو گیا۔[14]

الحادو لادینیت کے اسباب و محرکات:

دہریہ لوگ ہر بندھن سے آزاد ہو کر اپنی خواہشات کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔نفسانی خواہشات ہی ان کا مطمعِ نظر ہے۔اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ[15]

"ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنالیا ہے۔"

لادینیت کے اسباب میں سے نمایاں عقلیت و تجربیت پسندی ہیں۔لہذا ان کے بارے ذیل میں تفصیل اور علامہ پرہاروی کی تحریر کو ذیل میں رقم کیا گیا ہے۔

---

[13] تسبیحی، محمد حسین، ڈاکٹر فہرست **نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ ہائے پاکستان**، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، سن طباعت، ۱۹۷۷ء)، ۱: ۱۸۳

[14] عمر کمال خان، ایڈوکیٹ، **فقہاء ملتان**، ۳۳

[15] الجاثیۃ:۲۳

الحادی تحریک اور عقلیت پسندی:

عہدِ عقلیت اگرچہ اٹھارویں صدی کے وسط ہی میں ختم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ تجربیت پسندی (Empiricism) نے لے لی. لیکن عقلیت پسندی نے اپنے گہرے اثرات مرتب کیے اور اس عقلیت پسندی سے تاثر لے کر کئی تحریکوں نے سر اُٹھایا۔ اس کے علاوہ عقلیت پسندی کے مذہب پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

دی آکسفورڈ ڈکشنری میں درج ہے:

"The view that reason is the only guide leading to the improvement and progress of the human race and that adherence to religious or other non-rational beliefs are outdated"[16]

یعنی اس تحریک کا نظریہ یہ تھا کہ صرف عقل کہ انسانی ترقی وفلاح کی ضامن ہے اور جو اعتقادات مذہب سے ترقی یا غیر عقلی نظریات سے وابستہ ہیں، وہ فرسودہ اور زمانہ قدیم کی یاد گار ہیں۔

عقلیت پسندی پر انحصار بارے علامہ پرہاروی کی تحریر:

عقائد کے باب میں عقل پر انحصار کی نفی کرتے ہوئے علامہ عبد العزیز پرہاروی رقمطراز ہیں:

"لو كان العقل سببا للعلم في النظريات لم يقع فيها اختلاف العقلاء لكن اختلاف العقلاءكثير فقيل العالم قديم وقيل العالم حادث وقيل الهيولیٰ ثابتة والخبر باطل وقيل بعكس"[17]

اگر عقائد و نظریات کے علم میں عقل سبب ہوتی تو عقلاء کے مابین اختلاف واقع نہ ہوتا حالانکہ اس بابت عقلاء کا کثیر اختلاف ہے بعض کے مطابق عالم قدیم ہے اور دیگر کا کہنا ہے کہ عالم حادث ہے۔ فلاسفہ کے ایک طبقہ کے نزدیک ھیولیٰ ثابت ہے اور خبر باطل ہے جبکہ دوسرے طبقے کی رائے اس کے برعکس ہے۔

ملحدین نے ہر شے کو پرکھنے کے لیے پیمانہ کے طور پر عقل کو متعین کر لیا لہٰذا جو چیز عقل کے موافق نہ پائی اس کا انکار کر دیا، قرآن کے اعجاز میں طعن کا سبب بھی ملاحدہ کی عقلیت پسندی ہے، اس امر علامہ پرہاروی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

---

[16] The Oxford English dictionary, vol.13, 219.

[17] پرہاروی، عبدالعزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ سرکی)، ۹۶

''بعض شبه الملاحدہ فمنها انه يحتمل ان يكون محمد صلى الله عليه وسلم بارعا في فن البلاغة فائقاعلى اہل زمانه ومنها انه يحتمل ان يكون في العرب من يقدر على المعارضة لكن سكت خوفا اوطمعا او حياء''[18]

تجربیت پسندی اور الحاد:

تجربیت پسند(Empiricist) مفکرین اور فلسفیوں نے تجربہ اور مشاہدہ کو حقائق کے ادراک میں بنیادی اہمیت دی۔ انھوں نے تجربیت پسندی(Empiricism) کے ذریعے اس فکر کو عام کیا کہ جو چیز انسان کے تجربے، مشاہدے اور حواس سے ماوراء ہو اس کا کوئی وجود نہیں اور انہوں نے یہ نظریہ بھی پھیلایا کہ دنیا کی ہر چیز شک کی زد میں آسکتی ہے۔

تجربیت پسندی(Empiricism) اور تشکیکیت(Skepticism) نے مذہبی عقائد اور روایات پر کاری ضرب لگائی، مذہب کا چونکہ وحی اور الہام سے تعلق ہوتا ہے اور یہ چیزیں انسان کے تجربے اور مشاہدے سے ماوراء ہیں۔ لہذا تجربیت پسند رجحانات کے باعث لادینیت کو فروغ ہوا کیونکہ ان رجحانات کے باعث لوگوں کے دلوں میں مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات نے جنم لیا۔

چنانچہ اس بابت سید ابو الاعلیٰ مودودی رقم طراز ہیں:

''یہ لوگ عالم طبیعت اور دنیائے مادہ حرکت کے باہر کسی چیز کے وجود کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ ان کے نزدیک حقیقت صرف انہی چیزوں کی تھی جو ہمارے مشاہدہ و تجربہ میں آتی ہیں۔ ہیوم(Hume) نے اپنے تجربیت اور فلسفہ تشکیک سے اس طریق فکر کی زبردست تائید کی اور معقولات کی صحت کے لیے تجربہ ہی کو معیار قرار دینے پر زور دیا۔''[19]

عقائد میں تجربیت پسندی کو دخل دینے پر علامہ پرہاروی کی تحریر:

عقائد و نظریات میں عقلیت و تجربیت پسندی کو متکلمین نے رَد کرتے ہوئے مفصل گفتگو کی ہے۔ اس بابت ''النبراس'' میں علامہ پرہاروی لکھتے ہیں:

---

[18] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، ۴۳-۷

[19] مودودی، ابو الاعلی، سید، **تنقیحات**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ۱۲

''بعض الفلاسفة وہم المهندسون فی الالٰهیاتقالوا العقل یفید العلم فی الفنون الریاضیة من الهندسة والحساب والمساحة والرصد ونحوہا لانہا علوم منتظمة علی نظام یقینی لا فی الالٰهیات لبعدها عن الفهم فغایة الامر فیها الظن والاخذ بمایلیق بالعظمة والجلال''[20]

بعض فلاسفہ جو کہ الٰہیات کے ماہرین ہیں، ان کے نزدیک عقل ریاضیات کے فنون میں تو علم کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ ہندسہ، حساب، مساحت وغیرہا کیونکہ یہ قواعد کلیہ پر مشتمل علوم ہیں جبکہ الٰہیات کے باب میں عقل سے علم کا فائدہ اس کے فہم سے دوری کے سبب حاصل نہیں ہوتا۔ نتیجہ کلام یہ ہے کہ الٰہیات میں اس کی عظمت وجلال کے شایان شان، ظن کو عطاء ووصول کی ضرورت ہے۔

خدا کے وجود بارے تشکیک:

ملحدین ایک ایسا گروہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سارا نظام خود بخود چل رہا ہے۔ اس کا کوئی خالق ومالک نہیں ہے۔ پھر اس گروہ کے اندر مزید تقسیم ہے بعض کا خیال ہے کہ صانعِ عالم تو ہے مگر زمانہ اس کے ساتھ شریک ہے۔ انہی میں سے بعض کا خیال ہے کہ ذاتِ باری تعالی کو اپنی ذات کا علم نہیں اور وہ اس پر عقلی شبہات کو دلیل بناتے ہیں جس کا ایک واضح جواب تو ذیل میں دیا گیا ہے کہ وہ نصوص کے ظاہری مفہوم کو ترک کر کے خود ساختہ مفہوم کا سہارا لیتے ہیں۔[21]

ملحدین کا شعار اور ان کی منشاء ہے کہ نصوص کے ظاہری معانی کو ترک کر کے باطنیہ کی طرح اپنی جانب سے نئے معانی کا اختراع کرتے ہیں، اسی امر کو عقائد نسفیہ میں علامہ نسفی نے بھی بیان کیا۔

"النصوص تحمل علی ظواهرها والعدول عنها الی معان یدعیها اهل الباطن الحاد"[22]

"نصوص اپنے ظاہر پر حمل کیے جاتے ہیں، لہذا ظاہر معانی سے ہٹ کر اپنے معانی تراش لینا کہ جن کا اہل باطن دعوی کرتے ہیں سراسر بے دینی ہے۔"

[20] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، ۹۵

[21] فدا محمد، **اشرف الفوائد شرح عقائد**، (صوابی: مدنی کتب خانہ)، ۲۴۳

[22] **مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید**، (قطر: الشئون الدینیہ دولۃ)، ۶۱۸

حدوثِ عالم یعنی اس جہان کا مخلوق ہونا:

علامہ پرہاروی اس جہاں کے حادث ہونے اور اس کے لیے خالق واجب الوجود کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ولما ثبت ان العالم محدَث ومعلوم ان المحدث لا بد له من محدِث ا،ستدلال بطریق الحدوث ولم یدع بدیہۃتلك المقدمۃ كما ادعی بعض الاشاعرۃ بل استدل علیہا كالمعتزلۃ بدلیلہم الثانی بقوله ضرورۃ امتناء ترجح احد طرفی الممكن عن غیر ترجح ولو قال ضرورۃ امتناء ترجح الحادث علی عدمه رجع الی مسلك الاشاعرۃ''[23]

یہ بات جب ثابت ہے کہ یہ جہان عدم سے وجود میں آیا ہے اور یہ بھی معلوم امر ہے کہ ہر ایسی شے کا پیدا کرنے والا ضرور ہوتا ہے۔

خالق و مُحدِث کا وجود:

علم الکلام میں الوہیت و وحدانیت کے اثبات پر معروف دلائل میں سے برہانِ تطبیق اور برہانِ تمانع ہیں مگر یہ طوالت کی متقاضی ہیں،لہذا ان سے پہلو تہی کرتے ہوئے بالاختصار "النبراس" سے نتائج پر مبنی کلام نقل کیا جاتا ہے تا کہ اسلوبِ نگارش کی افادیت کا اندازہ ہو پائے۔

''اَلمحدِثُ لِلعَالَمِ هُوَ اللهُ تَعَالی ای الذات الواجب الوجود''[24]

اس جہان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ شرح عقائد نسفیہ کی اس عبارت کے تحت علامہ پرہاروی نے جو کلام کیا، اُسے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

''فسر اسم الله سبحانه بالواجب لان كون الحق سبحانه مبدعا للمحدثات كلہا مبدء لسلسلۃ الممكنات باجمعها وموصوفا بالوحدۃ والقدم منزہا عن الجسمیۃ والعرضیۃ الی سائر ما یذكر المصنف من التنزیہات انما ہو من حیث كونه واجب الوجود ومن مصححات ہذالتفسیر ان الجلالۃ الشریفۃ موضوعۃ للذات المقدسۃ والوجوب اخص صفاتها''[25]

---

[23] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، ۱۴۷

[24] **مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید**، ٦١٨

[25] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، ۱۴۷

اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی تمامی اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا کی ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جسمیت و عرضیت سے پاک ہے۔ وہ اپنے وجود میں کسی شے کا محتاج نہیں۔

چونکہ "النبراس" ایک علم الکلام کے موضوع کی حامل کتاب کی شرح ہے اور شارح کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ حتی القدور مصنف کے متن کی مرادی شے کو واضح کرنے میں سعی بجالائے۔ چنانچہ "النبراس" میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے اور پھر قول کی نوعیت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عبارت "وقد يتوهم" کے تحت قول کو صیغہ تمریض سے بیان کر کے اس کے ضعیف ہونے کی طرف واضح اشارہ کر دیا ہے "قیل التوہم صاحب المواقف"[26]

یہاں عقیدہ، دین اور الحاد کے مفہوم کی وضاحت کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے، لہذا ذیل میں ان کی لغوی اور اصطلاحی وضاحت درج ہے۔

عقیدہ اور دین کا لفظی مفہوم:

اعمال وافعال کی اصلاح اور تعمیر میں انسان کا عقیدہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ انسان کے تمام اخلاق و اعمال نیت وارادے پر مبنی ہوتے ہیں۔ ارادے کا محرک دل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل انہی چیزوں کا ارادہ کرتا ہے جو دل میں جاگزیں ہوں، اس لئے انسان کے اعمال و اخلاق کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دل میں عقائد صحیح ہوں۔

لفظ عقیدہ "عقد" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: کسی چیز کو باندھنا، گرہ لگانا، قوت اور مضبوطی سے کسی چیز کے ساتھ منسلک ہو جانا، اور اسی سے کسی چیز کو مضبوط اور پختہ کرنے، مضبوطی سے پکڑنے اور مرتب کرنے کے معانی بھی لئے جاتے اور لغت میں "عقد الحبل" کے معنی رسی کو گرہ لگانے اور مضبوط کرنے کے ہیں، اور کہا جاتا ہے "عقد العہد والبیع" یعنی اس نے عہد اور بیع کو مضبوط کیا۔[27]

---

[26] پرہاروی، عبد العزیز، علامہ، **النبراس علی شرح عقائد**، ۱۴۹

[27] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (مصر: مطبع بولاق، سن طباعت ۱۹۹۵ء)، ۳: ۲۹۶

قرآن مجید میں ہے:

وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ[28]

"اور میری زبان سے گرہ کھول دے۔"

کتاب التعریفات میں مرقوم ہے:

"العقائد: مایقصد فیه نفس الاعتقاد دون العمل"[29]

"جس شے میں عمل کے سوا فقط نفسِ اعتقاد مقصود ہو اسے عقائد کے قبیل سے گردانا جاتا ہے۔"

علامہ علی بن محمد الشریف الجرجانی (م۸۱۶ھ) نے لفظ دین کی بابت مندرجہ ذیل کلام کیا ہے:

"الدین والملة: متحدان بالذات و مختلفان بالاعتبار ،فان الشریعة من حیث انها تطاع ،تسمی دینا ،ومن حیث انها تجمع تسمی ملتا ،ومن حیث انها یرجع الیها تسمی مذهبا"[30]

"دین اور ملت کے الفاظ ذاتی طور پر متحد ہیں اور اعتباری لحاظ سے مختلف ہیں۔ شریعت اس حیثیت سے کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے، اسے دین کا نام دیا جائے گا اور اس حیثیت سے کہ وہ جامع ہے، اسے ملت سے موسوم کرتے ہیں اور اس کے مرجع کی حیثیت سے مذہب کا نام دیا جاتا ہے۔"

دین، ملت اور مذہب کے الفاظ میں ازروئے نسبت کے فرق کو بیان کرتے ہوئے علامہ جرجانی مزید لکھتے ہیں:

"والفرق بین الدین والملة والمذهب: ان الدین منسوب الی اللهتعالی والملة منسوبة الی الرسول ،والمذهب منسوب الی المجتهد"[31]

"دین، ملت اور مذہب کے مابین نسبت کے اعتبار سے فرق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو وہ دین ہے اور رسول کی جانب منسوب کو ملت اور مجتہد کی طرف منسوب کو مذہب کہیں گے۔"

---

[28] طٰہٰ:۲۷

[29] الجرجانی، الشریف، علی بن محمد بن سید الزین، **کتاب التعریفات**، (بیروت، لبنان: مطبوعہ، دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء)، ۱۰۵

[30] ایضاً، ۱۰۶

[31] ایضاً

الحاد کا تاریخی پس منظر:

الحاد عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی انحراف یا راستے سے ہٹ جانے کے ہیں، انگریزی زبان میں اس کے لیے (atheism) کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جس کا اردو میں مطلب لادینیت یا لا مذہبیت لیا جاتا ہے۔ دہریہ لوگ اسلام سے پہلے قبل مسیح کے دور سے چلے آرہے ہیں۔ نزول قرآن کے وقت بھی یہ طبقہ موجود تھا۔

قرآن ان کا نام لے کر ان کی تردید کرتا ہے:

''وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ''[32]

''ان لوگوں نے کہا کہ ہماری زندگی بس یہی دنیا ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں دہر (زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے۔''

الحاد کے لیے انگریزی کا لفظ (atheism) اور بعض کتب میں سیکولرازم (Secularism) کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ دی آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں سیکولرازم کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں۔

"The doctorial that morality should be based sole on regard to the well-being of mankind in the present life, to the exclusion of all considerations drawn from belief in God or in a future state"[33]

''یہ نظریہ کہ خدا یا آخرت کے اعتقاد سے ماخوذ تمام ملحوظات کو ترک کر کے اخلاقیات کو صرف بنی نوع انسان کی موجودہ زندگی کی فلاح و بہبود کے لحاظ پر مبنی ہونا چاہیے۔''

انگریزی اصطلاحات کی قاموس "انسائیکلوپیڈیا برٹینکا" (The new Encyclopedia Britannica) میں اس کی تشریح درج ذیل الفاظ میں ملتی ہے۔

"A movement in society directed away from otherworldliness to life on earth"[34]

''سماج میں اخرویت سے رخ پھیر کر دنیویت پر توجہ دینے کی ایک تحریک۔''

---

[32] الجاثیۃ:۲۴

[33] The Oxford English dictionary, prepared by: J.A Simpson and E.S.C Weiner, (Oxford: Clarendon press, 1989), vol.14, 849.

[34] The new Encyclopedia Britannica, Chicago, 1943, vol.10, 594.

مختصر یہ کہ الحاد ایک ایسا طریقۂ عمل ہے جس میں مذہبی حساسیت، فعالیت اور مسلمہ مذہبی قوانین اپنی سماجی وقعت کھو دیتے ہیں۔

قرآن کی آیات میں الحاد کا لفظ اپنا ماخذ رکھتا ہے چنانچہ سورۃ الاعراف میں اس لفظ سے مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

''وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''[35]

''اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ[36]

''بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں کے بارے میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم پر پوشیدہ نہیں، تو کیا جو آگ میں جھونکا جائے گا وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دین بے خوف ہو کر آئے گا وہ اچھا ہے؟ جو چاہے کیے جاؤ بے شک وہ تمہارے سب کام خوب دیکھ رہا ہے۔''

الحاد کا لفظ عربی زبان میں لغوی اعتبار سے، انحراف اور ہٹ جانے کے معنوں میں آتا ہے۔ الحاد اسلامی مضامین میں استعمال کی جانے والی ایک اصطلاح ہے جو اپنا پس منظر قرآن سے اخذ کرتی ہے۔، الحاد، کفر کے الفاظ کا مفہوم بنیادی طور پر قرآنی پس منظر میں ہی بیان کیا جاسکتا ہے اور پھر اس کے بعد اس کے مناسب انگریزی متر ادفات و متبادلات بیان کیے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

مسلمانوں کے سامنے ملحدین کوئی نیا معمہ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے اشکالات و اعتراضات کے جوابات پہلے ہی قرآن و حدیث کے علاوہ اسلامی عقائد کی کتب میں تفصیل سے دیے جاچکے ہیں مثلاً کتاب التوحید للماتریدی ،کتاب الابانۃ للاشعری ،الاقتصاد للغزالی، شرح عقائد نسفی، النبراس، شرح مواقف، شرح مقاصد، عقیدہ طحاویہ وغیرہا۔

---

[35] الاعراف:۱۸۰

[36] فصلت:۴۰

فکر و نظر کی تطہیر اور اسلامی نظریات کی درست تعبیر و فروغ کے سلسلہ میں اہلِ علم کے لیے علامہ عبد العزیز پرہاروی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ کردار و عمل کی اصلاح کے لیے آپ نے صحیح اسلامی تصوف کا نمونہ پیش کیا۔ عقائد و نظریات کی اصلاح کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تصانیف کے ذریعے رہتی دنیا تک اپنا سکہ قائم کیا۔

نتائج:

- عقلیت پسند اور تجربیت پسند رجحانات کے باعث لادینیت کو فروغ حاصل ہوا۔
- ''النبراس'' میں فلسفیانہ اعتراضات کو رفع کرنے کے لیے عقلی و منطقی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔
- ملحد لوگ اسلام سے پہلے قبل مسیح کے دور سے چلے آرہے ہیں۔ نزول قرآن کے وقت بھی یہ طبقہ موجود تھا۔
- الحادی افکار کا ذکر اور جواب قرآن و حدیث میں ہونے کے ساتھ اہل علم متکلمین نے بھی اس باب میں باقاعدہ تصنیفات رقم کیں جن میں اس دور کے مسائل کے حل پر بالخصوص توجہ دی گئی ہے اور اسلامی عقائد کو مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔
- علم الکلام کے ماہرین نے عقائد کے باب میں عقلیت و تجربیت پسندی پر انحصار کرنے کی نفی کو دلائل سے مزین طور پر بیان کیا ہے۔
- معقولات کے ذریعے منقولات کا اثبات فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے جس کا سامان بصورتِ اتم و اکمل ''النبراس'' میں موجود ہے۔

سفارشات:

- اسلامی عقائد کی آفاقی حیثیت کو عصری تعبیرات و تشریحات کے سانچے میں ڈھال کر تسلیم و قبول کی راہ ہموار کرنے میں اہل علم اپنی ذمہ داری نبھائیں۔
- سرکاری جامعات کے محققین اپنی توجہ میں کلامی مباحث لا کر ان کا عصری تقاضوں کے تناظر میں جائزہ لیں۔
- نظریاتی مسائل کا مثبت حل پیش کرنے کے لئے باہمی گفتگو کو فروغ دیا جائے۔

- افہام و تفہیم، تحمل و بردباری جیسی اقدار کو پروان چڑھایا جائے۔
- عقائد اسلامیہ کے سلسلہ میں اہل علم کی خدمات کو نسلِ نو کے لیے پیش کیا جائے تا کہ انہیں تاریخ کے اس روشن باب کا ادراک ہو۔
- علم الکلام کے لیے کام کرنے والوں کے تعارف پر مبنی قلمی کام کیا جائے جس میں ان کے کام کی نوعیت و اثرات کا تحقیقی جائزہ بھی شامل ہو۔
- علامہ عبدالعزیز پرہاروی کی کلامی قلمی خدمات کو تحقیقی اسلوب کے مطابق منصۂ شہود پر لایا جائے۔